بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگران :- ملک منصور احمد عمر
مدیر :- شمس الحق

ماہنامہ

مغربی جرمنی

اخبار احمدیہ

فتح ۱۳۶۴ ہش

دسمبر 1985

History of AMJ Deutschland
تاریخ احمدیت جرمنی
Nr.:..................

مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(بمقام مسجد فضل لنڈن)

سوال :- کیا اجتماعی طور پر لٹریچر کی تقسیم تبلیغ کیلئے مفید ہے؟

جواب :- یہ طریقہ کار اُسوقت مفید تھا جب لوگوں کو مذہب میں دلچسپی تھی لیکن اب لوگوں کو مذہب سے اتنی دلچسپی نہیں رہی اگر بغیر ذاتی تعارف اور دلچسپی پیدا کئے آپ انہیں لٹریچر دینگے تو وہ شکریہ کیساتھ آپ سے لے لینگے لیکن بعد میں سرسری نظر ڈالکر یا بغیر نظر ڈالے اِسے پھینک دینگے اسلئے یہ طریق کار اب ایکطرح سے وقت اور لٹریچر ضائع کرنے کے مترادف ہے آپ تو یہ محسوس کر رہے ہونگے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی خاطر لوگوں کو پیغام حق پہنچا دیا ہے لیکن حقیقتاً انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا عام تعارف کیلئے آپ پریس اور اخبارات میں مذہب کے علاوہ دوسرے موضوعات پر مضامین اور خط وغیرہ بھجوائیں جب لوگ آپ سے ذاتی طور پر واقف ہو جائیں گے تو پھر مذہبی موضوعات پر بھی لکھا جاسکتا ہے اُسوقت آپ کی بات کو زیادہ اہمیت دی جائیگی اگر آپ واقعی یہ چاہتے ہیں کہ تبلیغ کریں اور وہ آپکی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت قبول کرلے تو اسکے لئے ذاتی تعلقات بہت ضروری ہیں اگر آپ من حیث الجماعت چاہتے ہیں کہ لوگ آپکی طرف متوجہ ہوں تو اِنکا دُکا بیعتوں سے کچھ نہیں بنے گا اسکے لئے آپ کو کم از کم ایک سو انگریزوں کو سال میں احمدی مسلمان بنانا ہوگا اسطرح سوسائٹی مجموعی طور پر آپکی طرف متوجہ ہو جائیگی۔ اِسوقت کامیاب انفرادی تبلیغ کرنے والے چند لوگ ہیں جنکو انگلیوں پر گِنا جاسکتا ہے یہ چند لوگ واقعتاً سنجیدگی سے فریضۂ تبلیغ ادا کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکی کوششیں بارآور بھی ہو رہی ہیں باقی زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو خطبہ سن کر بڑے جوش کے ساتھ ارادہ کرتے ہیں لیکن پیشتر اسکے کہ وہ کوئی تعمیری کام کریں انکا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے لیکن بہر حال اُن لوگوں میں سے چند استقامت اختیار کر لیتے ہیں اور اِس سے اچھے نتائج بھی برآمد ہوتے ہیں۔ حضور انور نے جاپان کے ایک احمدی نوجوان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گو وہ بہت معمولی دینی تعلیم رکھتا ہے لیکن اسکے زیرِ تبلیغ ایک بڑا امریکی افسر اور ایک جاپانی تاجر ہے جو جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے ہیں اور امریکن افسر کو اس نوجوان نے حضور انور کے سورۃ فاتحہ کے درس کی ویڈیو کیسٹس بھی دیں جس سے انکو مزید شوق پیدا ہو گیا۔ الحمدللہ۔

(منقول از ہفت روزہ "النصر" لندن مورخہ یکم نومبر 1985)

Nuur-Moschee · Babenhäuser Landstr. 25 · 6000 Frankfurt/M. 70 · Tel.: 06 9 /681485

سوال :- کیا احمدیت قبول نہ کرنے پر دنیا عالمگیر جنگ کے ذریعے تباہ کر دی جائیگی

جواب :- دنیا کے لئے پیغام احمدیت تو امن و سلامتی کا مژدۂ جانفزا ہے۔ احمدیت کو قبول کر کے دنیا اس عالمگیر تباہی سے بچ جائیگی جو خود انکے صراطِ مستقیم سے ہٹ جانیکی وجہ سے ان کے سر پر عذاب الٰہی کی شکل میں منڈلا رہی ہے احمدیت کو قبول کر کے وہ اس سزا کے مستحق ہونگے جو انکے بد اعمال کی وجہ سے بہرحال ان کا مقدر بن چکی ہے

سوال :- دنیا کی مکمل تباہی کی صورت میں احمدیت کسطرح پھیلے گی

جواب :- قرآن کریم میں بڑی طاقتوں کی تباہی کا ذکر تو ہے لیکن تمام بنی نوع انسان کی تباہی کا ذکر نہیں اس جنگ میں بڑی طاقتوں کو نیچا دکھایا جائے گا اور دنیا کا ایک بڑا حصہ تباہ ہو جائیگا باقی جو رہ جائینگے ان کے سوچنے کا انداز بدل جائیگا وہ سچائی کو قبول کرنے کو تیار ہونگے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام بھی موجود ہے کہ

"رائیں تبدیل کر دی جائیں گی" ۔

سوال :- اصل نیکی کی تعریف کیا ہے؟

جواب :- اصل نیکی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق زندگی گذارنے کا نام ہے اسی کے نتیجہ میں اعمال صالحہ پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت ہی تقویٰ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ہر نیکی کی جڑھ ہے۔

(از ہفت روزہ "النصر" لندن مورخہ یکم نومبر 1985)

سوال :- ٹیسٹ ٹیوب بچوں کے متعلق اسلام کا کیا نظریہ ہے؟

جواب :- کسی شادی شدہ جوڑے کی مدد ٹیسٹ ٹیوب بچے کے ذریعے کی جائے تو اسمیں کوئی حرج نہیں البتہ اس طریقے کو بچوں کی پیدائش کیلئے شادی کے باہر استعمال کیا جائے تو جائز نہیں ہے۔ ("النصر" 25 اکتوبر 1985)

سوال :- ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور نام تبدیل کر کے "صدیق آباد" رکھنے کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے۔

جواب :- فرمایا کہ انتہا پسند ملاں جو اس تحریک کے سرکردہ ممبر ہیں ربوہ کا نام بدلنے کے حق میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ "ربوہ" کا لفظ چونکہ قرآن کریم میں آیا ہے اسلئے پاک ہے اور چونکہ ربوہ کے رہنے والے لوگ (بقول انکے) ناپاک ہیں اسلئے ان کے شہر کا نام ربوہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں کسی کا نام آجانے سے وہ نام پاک نہیں ہو جاتا۔ آخر ابلیس اور شیطان کا نام بھی تو قرآن کریم میں آیا ہے کیا یہ دونوں نام قرآن کریم میں آجانے کی وجہ سے پاک ہو گئے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ ربوہ کا نام حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے نام پر صدیق آباد رکھنا چاہتے ہیں جسکا مطلب "صادقوں کی بستی" ہے اور دوسری طرف اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ربوہ کے لوگ نعوذ باللہ اپنے مذہب میں غلط ہیں اور جھوٹے عقائد کو مانتے ہیں۔ اسلئے انکے شہر کا نام تبدیل کر کے ربوہ سے صدیق آباد رکھ دیا جائے بلکہ رکھ بھی دیا ہے۔ ان ملاؤں کی یہ منطق کسی بھی صحیح الدماغ آدمی کی سمجھ سے بالا ہے انکی متضاد باتوں کی صرف یہی ایک مثال نہیں بلکہ انکے ہر قول و فعل میں تضاد پایا جاتا ہے ایک طرف تو بڑے زور و شور سے ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ دوسرے مسلمان وہاں آسانی سے آسکیں اور دوسری طرف ربوہ آنے والے لوگوں کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں اور فتوے دینے شروع کر دیتے ہیں فرمایا کہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ نے کبھی بھی ربوہ کو بند شہر قرار نہیں دیا پہلے بھی یہ شہر ان مولویوں کی وجہ سے غیر احمدیوں کیلئے بند تھا اور اب بھی (باوجود کھلا شہر قرار دینے کے) انہیں کی وجہ سے ایک بند شہر ہے۔ ("النصر" 8 نومبر 1985)

سوال :- یوگا (YOGA) کی پریکٹس کرنے والے اسمیں تسکین قلب اور طمانیت پانے کے دعویدار ہیں ایسے لوگوں کو کیسے تبلیغ کی جائے۔

جواب :- مختلف انسانوں کی تسکین کے مختلف معیار ہیں لوگ مختلف طریقوں سے اپنی خواہشات کی تکمیل کر کے سکون قلب حاصل کرتے ہیں تمام مذاہب اپنے ماننے والوں کیلئے باعثِ تسکین ہوتے ہیں انسان کی زندگی کا مقصد خالی تسکینِ قلب نہیں بلکہ اپنے خالق کے ساتھ حقیقی تعلق قائم کرنا ہے جسکے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی تائید و نصرت فرماتا ہے اور انکی دعائیں سنتا ہے اور انکے مقابلہ پر آنیوالے جھوٹے دعویداروں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے مقابل پر آنے والے امریکہ کے جھوٹے دعویدار الیگزینڈر ڈوئی کو ذلیل و رسوا کیا۔

("النصر" یکم نومبر 1985)

پَردہ - فِطرت کے آئینے میں!

رنگا رنگ مٹھائیوں کے بڑے بڑے تھال نہایت قرینے کے ساتھ اپنے سامنے اور ارد گرد رکھے، حلوائی ایک چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ ایک لمبا سا مورچھل اس کے ہاتھ میں تھا۔ جسے وہ کبھی کبھی غیر شعوری طور پر یوں ہلاتا تھا کہ وہ سارے تھالوں کے اُوپر سے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک گھوم جاتا تھا۔ مَیں نے اُس سے پُوچھا۔ "آپ نے یہ جالی مٹھائیوں پر کیوں ڈال رکھی ہے؟ کیا اس سے آپ کی ان دیدہ زیب اور دامنگیر مٹھائیوں کی خوش منظری اور باصرہ نوازی میں فرق نہیں پڑتا؟" اُس نے کہا "فرق تو ضرور پڑتا ہے اور اُن کی خوشنمائی پر ایک پردہ پڑ جانے سے راہ گیروں کی نگاہوں اور قدموں اور جیبوں کے لئے اُن کی کشش کم ہو جاتی ہے۔ لیکن اُنہیں مکھیوں کی یورش اور گرد و غبار سے بچانے کے لئے جالی ڈالنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ مٹھائیاں داغدار ہو جاتی ہیں"۔ مَیں نے کہا: "جب مٹھائیوں کو جالی سے ڈھک دینے سے یہ غرض پُوری ہو جاتی ہے تو پھر آپ بار بار مورچھل کیوں ہلا رہے ہیں؟" وہ مُسکرایا اور کہنے لگا: "یہ تو درُست ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ محض جالی سے یہ مقصد پُورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مکھیاں جالی کے اُوپر بیٹھ جاتی اور گند پھیلاتی ہیں۔ اور میرے اطمینانِ قلبی کو ٹھیس لگتی ہے!"

مٹھائی کی حفاظت کے لئے جالی ضروری ہے اور جالی کے باوجود مورچھل ضروری ہے۔ اور مکھیاں بہرحال مکھیاں ہیں۔ مَیں اس مسئلہ پر غور کرتا آگے بڑھ گیا ـــ!

مجھے کچھ بادام خریدنا تھے۔ ڈرائی فروٹ کی ایک دوکان سے مَیں نے بادام خریدے اور ہینڈ بیگ میں ڈال کر فٹ پاتھ پر ہو لیا۔ بادام مجھے بہت مرغوب ہیں۔ بازار میں چلتے چلتے کچھ کھانے کی تہذیب اور بدتہذیبی کو نظر انداز کرتے ہوئے مَیں نے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر ایک بادام نکالا، دانتوں میں دبا کر اُسے توڑا۔ اور مغز مُنہ میں ڈال لیا۔ مغز کتنا خوش ذائقہ تھا۔ اور کتنی لطافت تھی اس میں جب وہ میرے کام و دہن کو لُطف و سُرور بخشتا حلق سے نیچے اُتر رہا تھا۔ چھلکا ابھی تک میرے ہاتھ میں تھا۔ وہ کتنا سخت اور کتنا دبیز تھا۔ مَیں نے اپنے تحت الشعور سے سوال کیا کہ "اس لطیف اور ملذذ مغز کے اُوپر یہ چھلکا کیوں تھا؟" فطرت نے میرے دماغ کے جھروکے میں سے جھانکتے ہوئے کہا: "یہ میرا تقاضا تھا۔ اور تم یاد رکھو! ہر لطافت ایک دبیز چھلکا چاہتی ہے!!"

آگے تازہ فروٹ کی دوکان تھی۔ کیلے، سنگترے، مالٹے، ناشپاتی اور موسم بے موسم کے پھل بڑے بڑے ٹوکروں میں تہ در تہ، اور قطار اندر قطار رکھے تھے بادام کھانے کے بعد سے مجھے ان چیزوں کی قدرتی ساخت سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ مغز اور چھلکا میرے لئے بطورِ خاص وجہِ کشش اور موجبِ تحقیق تھے۔ دوکاندار نے کُچھ تربوز کاٹ کر رکھے ہوئے تھے۔ جن کا سُرخ، عُنابی اور گلگونی رنگ بیحد نظر نواز تھا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ قاشوں میں سے رنگ بس چھلکا ہی چاہتا ہے ـــ! بے اختیار قدم اُدھر کو اُٹھ گئے۔ چند قاشیں خریدیں۔ اور مزا لے لے کر کھائیں۔ اور قاشوں کے موٹے موٹے چھلکے ایک طرف پھینک دئیے ـــ موٹے موٹے چھلکے جو تربوز کے اس سُرخ، عُنابی، گلگونی اور شیریں اور نظر نواز گودے کے محافظ تھے ـــ!

پاس ہی خربوزوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ایک گاہک آیا اُس نے چند خربوزے چھانٹ چُن کر لئے اور تسلی کے لئے ایک خربوزے کو چھری سے کاٹا۔ وہ خراب نکلا۔ اس میں سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے کیڑے کلبلا رہے تھے۔ گاہک نے خربوزے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے یونہی سوال کیا: "یہ کیڑے کیوں ہیں؟" اُس نے کہا "ان میں کیڑے ہیں؟" مَیں نے پوچھا "یہ کیڑے کیسے پڑ گئے اس میں؟" اس نے کہا "اس طرف کا چھلکا نرم ہو گیا۔ کیڑے سیندھ لگا کر اندر گھس گئے"۔ پھر مَیں نے ذوقِ تجسس سے اس کٹے ہوئے کرم خوردہ خربوزے کا ٹکڑا اُٹھایا۔ اُف! بے شمار کیڑے تھے۔ جو ایک دُوسرے پر گرتے پڑتے تھے۔ اور ایک مسلسل بے چینی کے ساتھ مصروفِ حرکت تھے

مَیں نے خربوزے کے بیرونی حصّے کا جائزہ لیا۔ کوئی سُوراخ نظر نہ آیا۔ کوئی سیندھ نہ تھی جس میں سے کیڑوں کے اندر گھُسنے کا سُراغ ملتا۔ بس وہی اس گاہک والی بات ہی قرینِ عقل معلوم ہوتی کہ ایک طرف کا چھلکا ذرا نرم تھا۔ اور کیڑوں کو اندر گھُسنے کا موقعہ مل گیا۔!

یہاں پھر وہی سوال میرے سامنے تھا۔! یعنی نرم چھلکا ـــ اور کیڑے! اور مَیں سوچنے لگا کہ اگر یہ نرم چھلکا بھی نہ ہوتا تو؟ ـــ پھر تو شاید اس خربُوزے کا وجود ہی ختم ہو جاتا۔ اور آج، نہ یہ اس خربوزوں کے ڈھیر میں موجود ہوتا اور نہ یہ تجربے کا باعث ہوتا ـــ!!

مجھے کچھ متجسس اور خیالات کی بھُول بھلیوں میں گم پاکر دوکاندار نے مخاطب کیا اور کہا "قدرتی بات ہے کہ کیڑے جب بھی پڑتے ہیں نہایت میٹھے خربوزوں میں پڑتے ہیں۔!!"

مَیں ایک جنرل مرچنٹ کی دوکان پر پہونچا۔ بڑی بھیڑ تھی۔ کاؤنٹر تک پہونچنے کا رستہ بھی نہ تھا۔ جی چاہا آگے بڑھ جاؤں۔ مجھے صرف میکلینس کا ایک ٹیوب خریدنا تھی۔ لیکن اس بھیڑ میں ایک زندگی نظر آئی۔ ایک تحرّک معلوم ہوا۔ اور کیف محسوس ہوا۔ میں اس بھیڑ کے کم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ گاہک اپنی اپنی پسند اور ضرورت کی چیزیں خرید کر کھسکتے جا رہے تھے۔ بھیڑ کم ہوئی۔ اب مَیں سارے گاہکوں کو، اُن کی پسندیدہ اشیاء کو اور جنرل مرچنٹ کو دیکھ سکتا تھا۔ جس کا دماغ، زبان، ہاتھ اور پاؤں مشینی کل پُرزوں کی طرح مسلسل مصروفِ حرکت تھے۔ اس نے ایک گاہک کو ٹاٹ کا بڑا سا تھیلا دیا۔ مَیں نے تھیلے کو دیکھا۔ یونہی سا تھا۔ گاہک نے سات آنے دئیے اور دوکاندار انہیں سیف میں پھینک کر دوکان کے اندرونی حصّے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ ایک چھوٹی سی چیز نہایت خوشنما لفافے میں ملفوف کر کے لایا۔ اور گاہک کو تھمادی بڑا خوبصورت، رنگدار اور دیدہ زیب پیکنگ تھا وُہ۔ لیکن وہ چیز کیا تھی؟ مَیں نہ دیکھ سکا۔ گاہک نے اتنی چھوٹی سی چیز کے پانچ روپے دیئے۔ اور چلا گیا۔ مَیں مجسّم استفہام بن کر سوچنے لگا۔ کوئی قیمتی چیز ہو گی۔ جو اتنے جمیل لفافے میں لپیٹ کر دی گئی ہے۔! میں نے اپنی ضرورت کی چیز خرید کی۔ اور یہ سوچتے سوچتے آگے بڑھ گیا کہ ـــ تھیلا ـــ ٹاٹ کا تھیلا بے وقعت اور بے پردہ ـــ اور وُہ نازک چھوٹی سی چیز ـــ مگر خُدا جانے کیا چیز؟ باوقعت اور رنگین و خوشنما پردوں میں ملفوف! ـــ ہو گی کوئی قیمتی چیز!!

مجھے ایک کتاب خریدنا تھی۔ مَیں کتُب فروش کی دوکان پر پہنچا۔ مطلوبہ کتاب اور اس کی قیمت دریافت کی۔ جو کتب فروش نے میرے زعم اور امید سے زیادہ بتائی۔ مَیں خریدنے سے انکار کر کے مڑنے لگا تو کتب فروش نے لیکچر دینا شروع کر دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ مَیں کتاب خرید لوں۔ لیکن اُس کے لیکچر کے ہر فقرے کی تان یہاں آکر ٹوٹتی تھی کہ "دیکھئے نا! کتنا اچھا گردپوش لگایا گیا ہے"۔ گردپوش بلاشبہ عُمدہ تھا۔ سہ رنگا اور خوشنما۔ جس سے کتاب کو چار چاند لگ گئے تھے۔ چنانچہ میری جیب میں پیسے حرکت کرنے لگے۔ اور مَیں نے کتاب خرید لی۔ گردپوش ـــ! اصل کتاب کی حفاظت کرنے والا گردپوش۔ کتاب کو رگڑ اور گرد و غُبار سے بچانے والا گردپوش۔! واقعی گردپوش سے کتاب کی وقعت۔ دیدہ زیبی اور عُمر بڑھ جاتی ہے ـــ گردپوش چھلکے کا قائم مقام ـــ!

مَیں نے کتابوں کی فہرست طلب کی۔ فہرست مل گئی۔ اور مَیں اُسے پڑھنے لگا۔ ہر کتاب کی تین قیمتیں درج تھیں۔ مثلاً غیر مجلد ایک روپیہ۔ مجلّد سوا روپیہ ـــ اور ـــ مجلّد مع گردپوش ڈیڑھ روپیہ ـــ!!

غیر مجلّد ـــ!

مجلّد ـــ!!

مجلّد مع گردپوش ـــ!!!

اب گاڑی کا وقت ہو چلا تھا۔ میں اسٹیشن پر پہنچا اور ٹکٹ لینے کے لئے ٹکٹ کی کھڑکی پر جا کھڑا ہوا۔ کچھ عورتیں بھی کھڑکی کے سامنے قطار میں کھڑی تھیں۔ اور حسبِ عادت شور مچا رہی تھیں۔ بکنگ کلرک نے کھڑکی میں جھک کر کہا "یہ صرف مردوں کی کھڑکی ہے عورتوں کی کھڑکی اُدھر بائیں ہاتھ کو ہے"۔ میں نے کہا: "بابو جی! ان میں تو پردے اور علیحدگی کی کوئی پابندی نہیں۔!" بابو نے کہا "پھر بھی......" اُس نے اپنا فقرہ نامکمّل چھوڑ دیا۔ اور مَیں دیر تک اپنے ذہن میں مکمل کرتا رہا۔ پھر بھی..... پھر بھی...

پھر بھی یہ صنفِ نازک ہے اور صنفِ کرخت سے دُور رہنی چاہیئے۔ پردے میں اور علیحدہ گی میں ——! کراکری اور ہارڈ ویئر ایک دُوکان میں نہیں ہونے چاہئیں ——!

ٹکٹ لے کر میں پلیٹ فارم پر پہنچا۔ میری گاڑی آنے میں ابھی کچھ دیر تھی۔ میں پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگا۔ سامنے والے پلیٹ فارم پہ ایک ٹرین آکر رُکی۔ جو دہلی سے آئی تھی۔ گاڑی رُکتے ہی ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ قلیوں کا شور، مُسافروں کا دھکم پیل اور سفر کی اُکتاہٹ اور بے چینی کی وجہ سے جلد از ریلوے حدُود کو چھوڑ دینے کی شدید خواہش۔ کچھ فاصلے پر ایک ڈبہ سے چند باراتی دولہے اور ڈھول باجوں سمیت اُترے۔ تھوڑی دیر بعد کچھ بُوڑھی عورتوں نے ایک بڑا سا لفافہ بمشکل تمام تھام تھام کر ڈبے سے اُتارا۔ اور اسے ایک طرف کھڑا کر دیا۔ مگر وہ رنگین لفافہ جُھک گیا۔ در اصل وہ دُلہن تھی۔ سمٹی سمٹائی اور لجی لجائی۔ وہ دوہری ہوئی جارہی تھی۔ اور بار بار اُس کی اُنگلیاں گھونگٹ کو اوپر نیچے —— اوپر نیچے سرکاتی تھیں۔ اور اُس کی وہ اُنگلیاں بھی دوپٹے کے پلو میں لپٹی ہوئی تھیں۔ وہ ہر آہٹ سے اپنے قد سے، اپنے آپ سے اور شاید اپنی جوانی سے بھی شرما رہی تھی۔ اس منظر کو، اس مظاہرہ کو میں دیر تک دیکھتا رہا۔ جس کے تار فطرت کے ایک نقطے سے جا ملتے تھے ——! مجھے بادام، تربوز، خربوزے، لفافہ اور گردپوش یاد آگئے۔ اور میں فطرت کے ان مظاہر کو اپنے شعور اور ضمیر سے تطبیق دیتا اپنی ٹرین کا انتظار کرنے لگا۔

ٹرین آئی اور میں ایک ڈبے میں جا بیٹھا۔ سامنے کے برتھ پر دو مسافر دفع الوقتی کے لئے اپنی اپنی اقتصادیات کا رونا رو رہے تھے۔ اُن میں سے ایک نے افسوسناک اور کسی قدر حسرت آمیز لہجے میں کہا "کل ہی کی بات ہے، ہمارے گاؤں میں چوری کی ایک واردات ہوئی ہے۔ چور گھر کے دوسرے سامان کے علاوہ دفینہ بھی نکال کر لے گئے ہیں۔ جس میں سونے کا بے شمار زیور تھا" دوسرے نے اپنا تجربہ بتایا! "گھر کا کوئی بھیدی چوروں کے ہمراہ ہوگا" میں نے بھی دلچسپی لی۔ اور خبر سُنانے والے سے پُوچھا "سونے کے زیورات بنئے نے زمین میں کیوں دفن کر رکھے تھے؟" اُس نے مجھے جاہل گردان کر کہا "اجی! آپ کیا جانتے ہیں۔ سونے کو تو لوگ سات پردوں میں رکھتے ہیں ——!" میں نے کہا "اور چور بھی تاک میں رہتے ہیں ——!"

اُس نے مجھے جاہل گردانا تھا۔ اس لئے میری غیرت کو تازیانہ لگا۔ اور میں نے اپنی معلُومات کا رُعب گانٹھتے ہوئے کہا "بھئی! آپ کیا جانتے ہیں جو کچھ میں جانتا ہوں۔ میں تو قدرت کا یہ راز بھی جانتا ہے کہ ہر قیمتی چیز پردوں میں مستور ہوتی ہے۔ آپ لوگ سونے کی بات کر رہے تھے۔ میں نے ملایا میں روب گولڈ مائینس (Raub Gold Mines) دیکھی ہیں، جو پہاڑیوں کے ایک وسیع سلسلہ کے نیچے زمین کی گہرائیوں میں ہیں۔ اور ان گہرائیوں میں زمین کی زم و گرم چھاتی سے چمٹا ہوا سونا نہایت باریک ذرات کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ کانوں میں سے مٹی اُٹھا کر چھوٹی چھوٹی ٹرینوں کے ذریعے باہر لائی جاتی ہے۔ اور بڑی بڑی ریفائینریز میں اسے صاف کر کے سونا الگ کیا جاتا ہے۔" ان میں سے ایک نے تعجب سے پوچھا "تو کیا وہاں سے ہر شخص مٹی اُٹھا کر لا سکتا ہے ——؟" میں نے کہا "نہیں! وہاں مسلح سپاہی دن رات گشت کرتے رہتے ہیں۔" اُس نے کہا "ہاں بھئی! قیمتی چیز جو ہوئی ——!" وہ قیمتی چیز پہ مسلح پہرے کا قائل تھا ——!!

رات کو میں واپس گھر پہنچا تو میرا ایک بے تکلف دوست میرا مہمان اور منتظر تھا۔ علیک سلیک کے بعد میں کھانا تیار کروانے لگا۔ چونکہ سخت سردی کا موسم تھا اس لئے میں نے اپنے دوست کے لئے بستر لگا دیا۔ وہ رضائی میں گھس گیا۔ اور رضائی کو ٹٹول کر از راہِ تفنن کہنے لگا "رضائی تو ریشمی معلوم ہوتی ہے لیکن تم نے ململ ایسے کپڑے کا غلاف چڑھا کر اُس کی خوبصورتی کو معطل اور ملفوف کر دیا ہے۔" میں نے کہا "یہی غلاف تو اس رضائی کی خوبصورتی اور پائیداری کا ضامن ہے۔ جب میلا ہوا دھولیا۔ اور رضائی ویسی کی ویسی اور نئی کی نئی۔" وہ تھا تو ٹیڑھا اور کج بحث سا آدمی۔ لیکن نکتہ رس بھی تھا۔ میری اس دلیل کا فوراً قائل ہوگیا اور کہنے لگا۔ "میں بھی واپس گھر جا کر اپنی ساری رضائیوں پر غلاف چڑھوا دوں گا ——!"

کھانا کھا کر وہ اخبار پڑھنے لگا۔ یکایک اُس نے ایک طنزیہ قہقہہ لگایا اور کہنے لگا "دیکھو نا بھائی! کیا واہیات سی بات ہے۔" میں نے پوچھا کیا ہُوا؟ اُس نے اخبار کے ایک چھوٹے سے اشتہار پر اُنگلی رکھ کر اخبار میری طرف بڑھا دیا۔ وہ "ایک کرائے کے لئے خالی مکان" کا اشتہار تھا۔ میں نے کہا مجھے تو اس میں کوئی بات قابلِ تعجب نظر نہیں آئی۔ وہ کہنے لگا "دیکھو تو ذرا۔ اشتہار میں بھی مولویت سمو دی گئی ہے۔ لکھا ہے بڑا باپردہ مکان ہے۔ بھلا یہ بھی مکانوں کی اقسام میں سے کوئی قسم ہے؟"

میں جانتا تھا کہ وہ پردے کا شدید مخالف ہے۔ اور کئی بار مجھ سے اس مسئلہ پر بحث کر چکا تھا۔ لیکن آج میں کئی نئے ہتھیاروں سے لیس تھا۔ اور میں انہیں ذہن میں ترتیب دینے لگا۔

مجھے خاموش پا کر اُس نے ایک فاتحانہ سا قہقہہ لگایا۔ اور مجھ پر چوٹ کی "بتاؤ بھی دوست! یہ پردہ کیا بلا ہوتی ہے؟!"

میں نے کہا "یہ بادام ہوتا ہے! یہ تربوز ہوتا ہے! یہ خربوزہ ہوتا ہے! یہ گردپوش ہوتا ہے —! یہ دُلہن کا گھونگٹ ہوتا ہے! یہ سونے کی کان ہوتی ہے! اور یہ ریشمی رضائی کا غلاف ہوتا ہے! جس کے ابھی ابھی تم قائل ہو چکے ہو!"

میرے پہلے جملے تو اُس کے دائرۂ فہم سے باہر تھے لیکن آخری اور ریشمی رضائی والا جملہ اُسے مرعوب کر گیا۔ لیکن عادتاً اپنی کٹ حجتی کو بروئے کار لا کر اس نے کہا "کیا مطلب؟" میں نے کہا "مطلب تو بالکل واضح ہے لیکن تم سمجھ کر بھی انجان بن رہے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم پردے کے نام تک سے بدکتے ہو۔ اور اسی لئے طنز کا تیر تم نے میری طرف پھینکا تھا۔ لیکن میں تم سے پُوچھتا ہوں کہ تم فطرت کے مظاہر کو کیا کرو گے؟ کتابِ فطرت کا ہر ورق، ہر صفحہ، ہر سطر اور ہر لفظ تمہارے ضمیر سے اپیل کرتا ہے۔ اور صبح و شام یہ سبق دیتا ہے کہ جس چیز کو تم محفوظ رکھنا چاہتے ہو، اُس پر کوئی خول، کوئی لفاف اور کوئی غلاف چڑھاؤ ——! اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ جو چیز جتنی زیادہ قیمتی ہو، اُس کی اتنی ہی زیادہ حفاظت اور پردہ داری کرو۔ چھلکا اور مغز لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ اور کسی چیز کو تم دیرپا نہیں بنا سکتے جب تک تم اس کے لئے چھلکے کا انتظام نہیں کرتے —!"

اب میرا دوست میری باتوں میں دلچسپی لے رہا تھا اور میرے ہتھیار کارگر تھے۔ میں نے کہا "تم زبان سے تسلیم کرو یا نہ کرو۔ لیکن تمہاری فطرت اقرار کرتی ہے کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی تم غیر شعوری طور پر سہی، اپنے عمل سے اسی کا مظاہرہ دن رات کرتے ہو۔"

اُس نے پوچھا "وہ کیسے؟" میں نے کہا "وہ اس طرح کہ مثلاً انڈا زیادہ گرمی میں جلد خراب ہو جاتا ہے۔ تم اُسے دیرپا بنانے کے لئے کئی نسخے استعمال کرتے ہو۔ تم اس پہ پتلے گوند کی تہ چڑھا دیتے ہو۔ یا اُسے چُونے کے پانی میں رکھ دیتے ہو۔ اور یہ اسی لئے کہ تم اسے دیرپا بنانا چاہتے ہو۔"

"پھر تم اس امر میں یقین رکھتے ہو کہ لوہے کو بارش اور زنگ سے بچانے کے لئے اس پر روغن یا نکل پالش کا ہونا ضروری ہے۔ یا اُس پر موٹے تیل یا گریس کی تہ ہونا ضروری ہے۔ یہ اسی لئے کہ تم اُسے محفوظ رکھنا چاہتے ہو —! پھر تم چاہتے ہو کہ تمہاری کتابیں مجلد ہوں۔ اور نہ صرف مجلد ہوں بلکہ الماریوں میں بند ہوں تاکہ گرد و غبار سے محفوظ رہیں۔ بچوں کی کتابوں پر تو تم اور بھی احتیاط سے کام لیتے ہو۔ اور مجلد کروانے کے بعد اُن پر اخبار وغیرہ کے کاغذ چڑھا دیتے ہو۔ اور یہی تمہارا عملی مظاہرہ ہے۔ اس بات کا کہ تم خول کے قائل ہو —!"

اب میرا دوست اثبات کے رنگ میں سر ہلا رہا تھا۔ میں نے کہا "پھر تم فطرت کا یہ مظاہرہ دیکھو کہ اس جہانِ رنگ و بُو اور عالمِ ہست و بُود میں جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ قدرت کی طرف سے بڑی احتیاط کے ساتھ ملفوف کی ہوئی ہوتی ہے۔ سنگترہ، مالٹا، کیلا، تربوز، خربوزہ، گیہوں، جو، چنے، چاول، مکی وغیرہ ہر شئے ایک چھلکا رکھتی ہے جو اس کے مغز یا گُودے کی حفاظت کرتا ہے۔ اس میں یہی سبق ہے کہ ہر دیرپا اور قیمتی شئے کو ڈھک کر رکھو۔ ورنہ مکھیاں اُسے گندہ کر دیں گی۔ کیڑے اس کا مغز چاٹ جائیں گے۔ اور دوسرے حشرات الارض اُسے ختم کر دیں گے۔ یا نقصان پہنچائیں گے—!"

"پھر تمہارا ضمیر اس امر کا بھی قائل ہے کہ جتنی کوئی چیز زیادہ قیمتی ہو اتنی ہی زیادہ نگہداشت کی محتاج ہوتی ہے۔ تمہارے پاس سائیکل ہے تو اُسے معمولی سا تالا لگا دیتے ہو۔ تمہارے پاس موٹر کار ہے تو اُسے گیرج میں بند کر کے مضبوط قفل لگاتے ہو۔ روپے اور زیورات کو محفوظ کرنے کے لئے آہنی تجوریاں رکھتے ہو۔ بنکوں پر مسلح پہرے دار رکھتے ہو۔ اور ٹکسالوں پر مسلح پولیس سے بھی مطمئن نہیں ہوتے بلکہ فوج کا سخت پہرہ رکھتے

ہو۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض معاملات میں تم اپنے ضمیر کی پکار کو ٹھکرا دیتے ہو۔!"

"اب دیکھو نا! میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے کھانا لا کر تمہارے سامنے رکھا تھا۔ جو ایک کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔ اگر اسے ڈھانک کر نہ لایا جاتا تو تم مجھے خواہ زبان سے کچھ نہ کہتے لیکن دل ہی دل میں مجھے بے تمیز، بد تہذیب اور خدا جانے کیا کیا کچھ خطاب دیتے۔ لیکن میں نہیں کیا خطاب دوں کہ تم اپنی سب سے قیمتی شے کے حق میں ان نظریات کے قائل نہیں ہو۔ یعنی اپنی عزت، عصمت اور ناموس کی حفاظت نہیں کرنا چاہتے ۔۔۔!"

میرے اس نقرے سے میرے دوست کو جھٹکا سا لگا۔ اور اُس نے کہا "یعنی"

میں نے کہا "یعنی یہ کہ وہ دیکھو سامنے ریڈیو سیٹ رکھا ہے۔ اس کا صرف بکس سا نظر آرہا ہے جسے کیبنٹ کہتے ہیں اور اصل ریڈیو ریسیور اس کے اندر ہے۔ اگر یہ کیبنٹ نہ بھی ہوتی تب بھی ریڈیو ریسیور اپنی ذات میں مکمل تھا اور مکمل ہے۔ اگر میں تمہارے سامنے کیبنٹ کو الگ کر دوں اور سوئچ آن کر کے چلاؤں تو تم دیکھو گے کہ اُس کے چلنے میں، اس کے بولنے میں، اس کی آوازیں اور اسٹیشن کیچ کرنے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اب تم بتاؤ کہ کیا یہ کیبنٹ بے مصرف چیز ہے؟"

اُس نے کہا "نہیں۔ اس سے سیٹ محفوظ رہتا ہے۔" میں نے کہا "یہی تو میں تم سے کہہ رہا تھا۔ اسی کا نام پردہ ہے۔ جس سے تم اس قدر بدکتے ہو۔ اور یہی فطرت کی آواز ہے جسے ایک کے سوا باقی تمام اُمور میں تم تسلیم کرتے اور اس پر عمل کرتے ہو!"

اُس نے کہا "شاید تم ان مثالوں سے مجھے اسلامی پردے کی طرف لا رہے ہو۔"

میں نے کہا "اسلامی پردے کی طرف یا فطرت کی طرف! بات ایک ہی ہے۔ اسلام کیا ہے؟ اسلام تو صرف فطرت کی لُغت ہے۔ جس میں رموزِ فطرت کے حامل تمام الفاظ کے معانی درج ہیں۔ اور اسلام کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو فطرتِ صحیحہ سے متضاد ہو۔ اور فطرتِ صحیحہ کی پکار ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسانی ضمیر کی دہلیز پر دستک دیتی ہے۔ اور یہ اسی ضمیر کی صدائے بازگشت ہے کہ پردے کے غیر قائلین میں بھی شرمانے لجانے اور گھونگٹ نکالنے کی رسم موجود ہے۔ اور وہ زبان سے اقرار کریں یا نہ کریں اپنے غیر شعوری عمل سے اس کی تصدیق کریں گے۔!"

اُس نے کہا "اب چھوڑو۔ مجھے نیند آرہی ہے۔" میں نے کہا "نیند آرہی ہے، یا پھر شاید تم تخلیے میں لیٹ کر میری ان باتوں کا ردِ عمل اپنے ضمیر کی زبان سے سُننا چاہتے ہو! اچھا لیٹ جاؤ، لیکن اِن الفاظ کو بار بار یاد کرتے رہنا۔ قیمتی چیز، خول غلاف، چھلکا، لفافہ اور ۔۔۔ فطرت کی پکار ۔۔۔!"

(بدر ۳۰ راگست ۱۹۶۲ء)

ہمبرگ میں تبلیغی نشست

مؤرخہ 30 نومبر 1985 کو پانچ بجے شام مسجد فضل عمر ہمبرگ میں ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا جسمیں 20 جرمن۔ افریقن اور عرب دوستوں نے شرکت کی اس تبلیغی میٹنگ کو کامیاب بنانے کی غرض سے ایک ماہ قبل دعوت نامے ارسال کئے گئے تھے علاوہ ازیں ہمبرگ یونیورسٹی اور شہر کے دیگر علاقہ جات میں کتابچہ "MOHAMMAD IN DER BIBEL" کی مختصر فوٹو کاپیاں 2300 کی تعداد میں تقسیم کی گئیں نیز اخبار میں ایک تبلیغی اشتہار بھی دیا گیا جسکے نتیجہ میں متعدد لوگوں نے ٹیلیفون پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے متعلق معلومات حاصل کیں۔

میٹنگ کے دوران بہت دلچسپ اور معلوماتی سوالات ہوئے جنکے تسلی بخش جوابات دئے گئے یہ مجلس رات آٹھ بجے تک جاری رہی اس مجلس کے آخر میں ایک جرمن خاتون نے بیعت بھی کی جسکا حاضرین پر گہرا اثر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ {شفیق احمد سیکرٹری اصلاح و ارشاد ہمبرگ}

گوٹنگن میں میٹنگ اور پریس کانفرنس کا انعقاد

مورخہ 15 نومبر کی شام جماعتِ احمدیہ گوٹنگن نے درج ذیل اداروں

1, AMNESTY INTERNATIONAL GOTTINGEN

2, GESELSCHAFT FÜR BEDRÖHTE VOLKER

3, ARBEITKREIS ZUR UNTERSTÜTZUNG VON ASYLSUCHENDEN . EV. GOTTINGEN

کے تعاون سے ایک کانفرنس کا اہتمام کیا اس کانفرنس کی تشہیر کی غرض سے ایک ہفتہ قبل دو ہزار اشتہارات تقسیم کئے گئے گوٹنگن کے اخبار نے کانفرنس کے انعقاد سے قبل مختصر خبر بھی شائع کی۔ اس کانفرنس کیلئے ہال کا انتظام ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کیا۔

اس میٹنگ میں اخباری نمائندوں سمیت اسّی (80) جرمن۔ فرنچ۔ عرب۔ ایتھوپین اور انڈین احباب نے شرکت کی. کانفرنس کے آغاز میں مکرم امجد احمد صاحب انچارج پریس سیل اور جیورسٹ BERND WALDMANN STOCKER نے خطاب کیا جسکے بعد حاضرین کو سوالات کی دعوت دی گئی CELLE سے تعلق رکھنے والے ہمارے جرمن احمدی بھائی مکرم صلاح الدین جمیل صاحب اور مکرم بشیر الدین صاحب نے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ یہ کانفرنس تین گھنٹے جاری رہی جسکا اخبارات میں وسیع پیمانے پر چرچا ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(صدر جماعت احمدیہ گوٹنگن)

تصحیح:- گذشتہ شمارہ کے صفحہ 5 پر حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے ایک شعر سہواً غلط شائع ہو گیا تھا احباب اسکی تصحیح فرمالیں اصل شعر یوں ہے۔

ہمیں پکڑنے پہ قدرت کہاں تجھے صیّاد
کہ باغِ حسنِ محمدؐ کی عندلیب ہیں ہم

جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم

آقائے نامدار، سردارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا اظہار کرنے اور آپکی سیرتِ طیبہ کے مختلف درخشندہ گوشوں کو اُجاگر کرنے کی غرض سے پُروقار جماعتی روایات کے مطابق ۱۲ ربیع الاول کی مناسبت سے مورخہ یکم دسمبر ۱۹۸۵ بروز اتوار دو بجے بعد دوپہر مسجد نور فرانکفورٹ میں محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی زیرِ صدارت ایک مبارک مجلس منعقد ہوئی جسمیں ڈیڑھ صد کے قریب احمدی احباب مستورات اور بچے شریک ہوئے۔

اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جسکے بعد مکرم عبدالرحمٰن صاحب مبشر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ عربی قصیدہ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ سب سے پہلی تقریر مکرم محمد عودہ صاحب آف فلسطین نے عربی زبان میں کی آپنے فرمایا کہ اگرچہ سب انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس لحاظ سے انبیاء میں کوئی فرق نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے نبیوں کا سردار قرار دیا ہے اسلئے آپکی شان سب انبیاء سے اعلیٰ ھے آپکو سب انبیاء سے بڑھکر کمالات عطاء ہوئے۔

اجلاس کی دوسری تقریر ہمارے ترک بھائی محترم اورہان یالنس صاحب نے جرمن زبان میں کی آپنے بتایا کہ ہم سبکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے اور آپکی طرزِ زندگی کے موافق اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

تیسری تقریر مکرم ھدایت اللہ صاحب جمیل نے جرمن زبان میں کی آپنے اپنی تقریر میں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمانہ کے لئے بھیجے گئے ہیں دوسرے نبیوں کی طرح آپ دنیا کے کسی خاص خطہ یا خاص زمانہ کیلئے نہیں بھیجے گئے۔ اجلاس کی چوتھی اور آخری تقریر مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر مشنری انچارج نے کی آپنے بتایا کہ آنحضور صلعم تمام شعبہ ہائے زندگی میں ہر شخص کیلئے کامل نمونہ ہیں موصوف نے بتایا کہ عشقِ رسول صلعم کے تقاضے اس رنگ میں پورے ہو سکتے ہیں کہ آپکے مشن کی تکمیل کیلئے کوشاں رہتے ہوئے ہر ممکن قربانی پیش کی جائے۔ آخر میں صدرِ مجلس نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ قرآن کریم آنحضور صلعم کو مومنوں کیلئے اسوۂ حسنہ قرار دیتا ہے ہر احمدی مسلمان کو آپکا اسوہ اپنی زندگیوں میں جاری کرنا چاہیے یہی زندگی کا مدعا اور مطمحِ نظر ہے۔ دعا کے ساتھ یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ (محمد اسماعیل نورتی ریجنل سیکرٹری اصلاح و ارشاد فرانکفورٹ)

زیورات کی قربانی کرنیوالی خواتین

قسط چہارم :- (اس سے قبل تین اقساط شائع کی جاچکی ہیں)

محترمہ انیس اختر صاحبہ اہلیہ رانا محمد خان صاحب کولون — چوڑیاں 8 عدد

محترمہ شہناز اختر صاحبہ اہلیہ محمد غفور صاحب Meschede — لونگ ایک عدد

اہلیہ صاحبہ ملک اسلم حیات صاحب SOEST — کانٹے ایک جوڑی انگوٹھی ایک عدد

محترمہ دُرِّ شہوار صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالمالک صاحب Menden — چوڑیاں 2 عدد + انگوٹھیاں 2 عدد لاکٹ ایک عدد کانٹے ایک جوڑی

محترمہ قدسیہ نجیب صاحبہ اہلیہ مکرم نجیب اللہ صاحب — انگوٹھی ایک عدد + کانٹے ایک جوڑی ، لاکٹ ایک عدد

اہلیہ محترمہ مکرم عبداللطیف صاحب کھوکھر — انگوٹھی ایک عدد

تصحیح :- ماہ نومبر کے اخبار احمدیہ میں محترمہ صابرہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم مظفر احمد باجوہ صاحب کی طرف سے دو عدد بالیاں لکھی گئی تھیں جبکہ انہوں نے 2 عدد چوڑیاں پیش کی ہیں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

اعلانات :- ٭ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ان دنوں تربیتی موضوعات پر خطباتِ جمعہ ارشاد فرما رہے ہیں جو روحانی اور اخلاقی تربیت کے لحاظ سے بہت اہمیت کے حامل ہیں ان تمام خطبات جمعہ کی کیسٹس فرانکفورٹ مشن کے شعبہ سمعی و بصری کے ہاں دستیاب ہیں احباب ان سے استفادہ کریں۔ اسیطرح بعض خطباتِ جمعہ کی ویڈیو کیسٹس بھی موجود ہیں جو احباب کو عاریتاً مہیا کی جاسکتی ہیں احباب اس سہولت سے بھی فائدہ اٹھائیں (شعبہ سمعی و بصری فرانکفورٹ)

٭ مکرم حمید الدین صاحب ناصر فرانکفورٹ کو خدا تعالیٰ نے بیٹی عطا فرمائی ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ھبۃ الھادی نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں بچی کی درازیٔ عمر اور خادمہ دین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مختصر لیکن ضروری اعلانات

(1) سارے جرمنی کی تجنید کی تکمیل میں تعاون کریں۔ (2) تربیتی کلاس مغربی جرمنی 25 تا 31 دسمبر منعقد ہو رہی ہے (3) احمدیت کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کیلئے پاسپورٹ اور ویزا کی مصدقہ فوٹوسٹیٹ پیش کرنا بھی ضروری ہے۔ (مشنری انچارج مغربی جرمنی)

اسیر الی اللہ کی رپورٹ قید سے

مکرم حمید اللہ صاحب خالد مربی سلسلہ سکھر سندھ راہ مولیٰ کے اُن اسیران میں سے ہیں جو اس وقت سکھر جیل میں محض خدا تعالیٰ کی خاطر قید و بند کی صعوبت بڑے عزم صبر اور استقامت کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں۔ جیل کے اندر تبلیغ حق جاری رکھے ہوئے اس مجاہد کی ماہ اکتوبر کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

(۱) یہ مہینہ خاکسار نے اپنے 6 مجاہدین سمیت سنٹرل جیل سکھر میں گذارا اور تبلیغ و تربیت کا کام کرتا رہا۔

(۲) درس قرآن کریم روزانہ بعد نماز فجر دیا جاتا رہا

(۳) درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام روزانہ بعد نماز مغرب دیا جاتا رہا۔

(۴) روزانہ پانچ نمازیں باجماعت اور نماز تہجد باجماعت قریباً پندرہ یوم ہوئی

(۵) اپنے ساتھیوں کو مختلف اختلافی امور سمجھائے، تربیتی امور پر توجہ دلائی

(۶) روزانہ دو وقت صبح و شام خصوصی اجتماعی دعائیں ہوتی رہیں اسکے علاوہ بھی ذکر الٰہی، تسبیح و تحمید اور تلاوت کلام پاک کی جاتی رہی جنہیں دیکھ کر ہر قیدی اور انتظامیہ کا ہر فرد بہت متأثر ہے۔ بعض افراد نے ہمیں بتایا کہ جب کوئی آپ لوگوں کے خلاف بات کرتا ہے تو ہمارا یہ جواب ہوتا ہے کہ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے اکثر نے ان سے فائدہ لیا ہوگا اور جب بھی ہم انکے پاس جاتے ہیں تو انہیں تلاوت قرآن کریم، نماز، درس اور ذکر الٰہی میں مصروف پاتے ہیں

(۷) بعض غیر از جماعت دوست ہم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ لوگوں پر اتنا بڑا کیس ہے کیا تمہیں موت کا ڈر نہیں ہر وقت ہنستے مسکراتے اور ہشاش بشاش رہتے ہو۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

(۸) تین صد افراد تک مؤثر پیغام حق پہنچایا گیا۔

(۹) ساٹھ غیر از جماعت دوستوں کو کھانا کھلایا اور تین صد کی چائے سے تواضع کی گئی

(۱۰) چھہتر افراد کی تیمارداری کی اور چالیس مریضوں کو اپنے پاس سے ادویات دیں

(۱۱) چار غربا کو 125 روپے اور ایک کو کپڑوں کا جوڑا دیا گیا۔

(۱۲) بیس عدد لٹریچر دوستوں کو دیا گیا

(۱۳) تین تبلیغی خطوط غیر از جماعت دوستوں کو لکھے گئے

(۱۴) دو تاریخ سے روزانہ جوڈو کراٹے کی تعلیم لے رہا ہوں بیس تاریخ سے بیڈمنٹن کھیلنے کا موقعہ بھی مل رہا ہے۔

(۱۵) تمام جماعتی رسائل و اخبارات کا مطالعہ کیا۔ (بقیہ صفحہ 8 پر)

خدام الاحمدیہ کا صفحہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ نومبر 1985 میں نماز کی اہمیت کے متعلق فرمایا ہے اس ضمن میں نیشنل قیادت نے تمام مجالس کو ایک سرکلر ارسال کیا ہے جسمیں نماز باجماعت کا سنٹر قائم کرنے اور تمام خدام کو نماز با ترجمہ یاد کروانے کیلئے ہدایات دی گئی ہیں۔

تمام خدام حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی روشنی میں پنجوقتہ نماز کا التزام کریں اور نماز با ترجمہ ہر خادم کو آنی چاہیے۔ قائدین مجالس ہر پندرہ دن کے بعد اس سرکلر سے متعلق رپورٹ نیشنل قیادت کو ارسال کریں۔

والسلام فلاح الدین خان
نیشنل قائد

شعبہ اعتماد:- قائدین مجالس ہر ماہ کی دس تاریخ تک ماہانہ رپورٹ کارکردگی باقاعدگی سے ارسال کیا کریں۔

شعبہ مال:- جن خدام نے ابھی تک تحریک "ایوان خدمت" قادیان میں حصہ نہیں لیا وہ 50 مارک (کم از کم) ادا کر کے اس تحریک میں شامل ہوں نیز چندہ مجلس مع سٹیٹمنٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک ارسال کر دیا کریں۔

شعبہ اصلاح و ارشاد:- قائدین سے گذارش ہے کہ ہر ماہ باقاعدگی سے تبلیغی سٹال لگایا کریں اور رپورٹ نیشنل قیادت کو ارسال کریں۔

شعبہ اشاعت:- اس ماہ رسالہ "مشکوٰۃ" کے بیس خریدار بنائے گئے۔ تمام خدام اس رسالہ کے خریدار بننے کی کوشش کریں۔

مجالس کے دوڑ

فرانکفورٹ:- مجلس خدام الاحمدیہ فرانکفورٹ کا مقامی اجتماع مورخہ 27 اکتوبر بروز اتوار "ناصر باغ" میں منعقد ہوا

نیورن برگ:- اس ماہ مجلس خدام الاحمدیہ نیورن برگ کے خدام کے ذریعہ سات افراد بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

اس ماہ درج ذیل مجالس نے ماہانہ رپورٹیں ارسال کیں

KÖLN - AUGSBURG - NEUBURG - NÜRNBERG - MÜNCHEN - STUTTGART - RADEVORMWALD - HEIDELBERG - SCHWALBACH - FRANKFURT.

۱۳۶۵ ہش ۱۹۸۶ء کے اہم ایّام

۱۵ تبلیغ (فروری) بروز ہفتہ	یوم التبلیغ (I)
۲۲ تبلیغ (فروری) بروز ہفتہ	جلسہ یوم مصلح موعودؓ (بمطابق ۲۰ فروری)
۲۳ امان (مارچ) بروز اتوار	جلسہ یومِ مسیح موعودؑ
۴ ہجرت (مئی) بروز اتوار	جلسہ پیشوایانِ مذاہبِ عالم
۱۲ ہجرت (مئی) بروز سوموار (اندازاً)	آغاز رمضان المبارک
۱۷ ہجرت (مئی) بروز ہفتہ	یوم التبلیغ (II)
۲۵ ہجرت (مئی) بروز اتوار	جلسہ یومِ خلافت (بمطابق ۲۷ مئی)
۱۰ احسان (جون) بروز منگل (اندازاً)	عید الفطر
۱۴-۱۵ احسان (جون) بروز ہفتہ اتوار	گیارہواں جلسہ سالانہ مغربی جرمنی
یکم تا ۱۳ وفا (جولائی)	پہلا تربیتی کیمپ برائے اطفال و ناصرات
9 ظہور (اگست) بروز ہفتہ	یوم التبلیغ (III)
۱۶ ظہور (اگست) ہفتہ (اندازاً)	عید الاضحیہ
۲۲-۲۳-۲۴ ظہور (اگست) جمعہ ہفتہ اتوار	سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ اطفال و لجنہ اماء اللہ ناصرات
۱۳-۱۴ تبوک (ستمبر) ہفتہ اتوار	چھٹا سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مغربی جرمنی
۲۵ اخاء (اکتوبر) بروز ہفتہ	یوم التبلیغ (IV)
۱۶ نبوت (نومبر) بروز اتوار	جلسہ سیرۃ النبیؐ (بمطابق ۱۲ ربیع الاوّل)
۲۱-۲۲ نبوت (نومبر) ہفتہ اتوار	چھٹی سالانہ مجلس شوریٰ مغربی جرمنی
۲۵ تا ۳۱ فتح (دسمبر)	چھٹی سالانہ تربیتی کلاس مغربی جرمنی

بقیہ صفحہ 7

19-20-21 اکتوبر کو سمری ملٹری کورٹ میں ہمارے مخالف دو چشم دید گواہوں کے علاوہ اٹھارہ دیگر گواہان کے بیانات قلمبند ہوئے۔ SHO پولیس نے خاکسار کے خلاف زیادہ زور دینے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال انکے متضاد بیانات سے جھوٹ عیاں تھا کورٹ میں اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ وَ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ کے معجزات۔ امامِ وقت اور احبابِ جماعت کی درد بھری مقبول دعاؤں کے نظارے بچشم خود دیکھے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

ہم سبکے حوصلے بلند ہیں اور راہِ مولیٰ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے خواہشمند ہیں۔ آپ سے درخواستِ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں صبر و استقامت دے۔ انجام بخیر ہو۔ ہمارے خون کا آخری قطرہ بھی خدا کی راہ میں کام آئے اور وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین

والسلام خاکسار حمید اللہ خالدؔ مربی سلسلہ سکھر (سندھ)

1.11.85

History of AMJ Deutschland
تاریخ احمدیت جرمنی
Nr.:..................